شذرات

غیر ملکی سودی قرضے اور ہمارے نقصانات

پاکستان کی ہر حکومت نے خود انحصاری کی جگہ غیر ملکی سودی قرضوں کو اولیت دی پھر ان قرضوں کے ماتحت قرض دینے والوں کی سیاسی پالیساں بھی قرضوں کے ہمراہ آئیں۔ ان ممالک کے افراد بھی قرض کے ہمراہ آئے تو دیے لی آدھی رقم ان کی خوفناک ماہانہ تنخواہوں میں کھپ جاتی باقی آدھی انکی سیاسی پالیسیوں کی تکمیل، برسر اقتدار طبقہ کے سیاسی استحکام، اور اپوزیشن کو کمزور کرنے پر صرف ہوتی ہے۔ رہ گئی ان غریب پاکستانیوں اور محروم طبقوں کی بات جن کا نام لے کر یہ حکومتیں بھیک مانگتی ہیں۔ اور روز اوّل سے بھکاری کا رول اداء کر رہی ہیں۔ ان محروم طبقات نے ۴۸ سال سے ان قرضوں کی بو یا خوشبو تک نہیں سونگھی۔

قرض دینے والے سود خور بھیڑیوں نے جب پاکستان کی قرضوں اور سود کی فائلیں دیکھیں تو انہوں نے ادھر کا رخ کیا اور اعلانیہ پاکستان کا سروے کیا اور اپنی سروے رپورٹوں میں یہ لکھا کہ جو قرضہ لیا جاتا ہے وہ اصل جگہ پر خرچ نہیں کیا جاتا۔ جو مستحق لوگ تھے وہ ویسے کے ویسے ہی محروم ہیں اور ہماری انسانی ہمدردی کے جذبے سے دیئے گئے امدادی فنڈز یا قرضے پاکستان کا حکمران طبقہ ہڑپ کر جاتا ہے۔ جس کا منفی اثر یہ ہے کہ لوگ ہمارے خلاف زیادہ ہو گئے ہیں۔ آئندہ پاکستان اور دیگر ترقی پذیر ممالک کو قرضے سوچ سمجھ کر دیئے جائیں گے۔

ادھر قرضوں میں ملنے والے اربوں کھربوں روپیوں کی ظالمانہ تقسیم سے لوٹ کھسوٹ اور آپا دھاپی سے ملکی سطح پر جو مزاج پیدا ہوا اس سے پورا ماحول کمرشلزم کا شکار ہو گیا۔ کوئی شخص خلوص اور ایثار کے خوشبودار جذبے کے ماتحت کوئی کام کرنے کو تیار نہیں۔ چاہے وہ کام انگلی کے اشارے سے ہی کیوں نہ ہوتا ہو آپ کسی محکمے کے دفتر میں چلے جائیں اور اپنے جائز کام جائز طریقے سے کرانے کی کوشش کریں ایڑیاں گھسا دیں کام کرنے والے متعلقہ افراد آپ کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کریں گے البتہ جیسے ہی آپ نے قرض کھانے والے حکومت کے حرام خور ملازمین کو ناپاک اور حرام مال کی شکل دکھائی۔ تو پھر آپ اپنی جگہ براجمان رہیں آپ کا تمام کام قانونی ترتیب کے خلاف پایہ تکمیل کو پہنچ جائیگا۔ اور یہ پاکستانی حرام خور کسی بڑے ہوٹل میں بیٹھا آپ کو پاکستان کی تعریفیں کرتا دکھائی دیگا اور تان اس جملے پر آ کر ٹوٹے گی کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے؟

غیر ملکی نظام اقتصادیات نے ہمیں مارکیٹ اکانومی اور سود کی لعنت میں یوں جکڑ لیا ہے کہ عام آدمی اسکا تصور بھی نہیں کر سکتا تمام ترقی پذیر ممالک خصوصاً پاکستان دولت کا بڑا بت بننے کی فکر میں ہے اور یہ اثر ہے بین الاقوامی کافرانہ جنگ زرگری کا۔ اس جنگ زرگری میں پاکستان دولت کا ہبل تو نہ بن سکا لیکن پاکستانیوں کی اکثریت سود کی لعنت میں گرفتار ہو گئی ہے۔ ہر وہ آدمی جو سرمائے کا لات و منات بننے کا پروگرام بناتا ہے وہ بنکوں سے منہ مانگا قرض لیتا ہے پاکستان کا ۸۵ ارب روپیہ انہی قارونوں اور شدادوں کے پاس ہے جو دولت کے بت تو بن گئے سیاست میں بھی چمک اٹھے اور حکومت کے ناپاک ایوانوں تک بھی ان حرام خوروں کی رسائی ہو گئی اور ان کے ناپاک ہاتھ بھی اتنے طاقتور ہو گئے کہ انہیں کوئی حکومت کچھ کہہ بھی نہیں سکتی کچھ تو رہ نہیں سکتی اب عام زندگی کا یہ حال ہے کہ ان پڑھ، جاہل، گنوار اور ہزار کو ہجار کہنے والا ناہنجار پیسے لئے بازار میں گھومتا ہے کہ پیسہ لے لو سو پر پچیس

دیدہ بنا دکان میں مال ڈالو۔ اور سرمائے کا بت بننے کا ہر خواہشمند اس پیش کش کو سنہری موقع سمجھتا ہے دولت لے لیتا ہے دکان میں مال ڈال لیتا ہے پھر پاکستانی حکومتوں کی طرح نادھند بن جاتا ہے جس کا منطقی نتیجہ وہی نکلتا ہے جو امریکہ نے معین قریشی کے ذریعے پاکستان سے نکالا۔ پھر معین قریشی نے بھی کہا پاکستان اسلام کا قلعہ ہے؟

۱۹۵۲ء سے مقروض ملک کے پیدائشی مقروض باسی سود در سود کے عذاب میں اس وقت تک مبتلی رہیں گے جب تک ہمارا ملک خود انحصاری کے اصول پر منظم نہیں ہو جاتا۔ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے تیئں اسلام کے بڑے بڑے دعوے بھی کرتے ہیں مگر ہماری بد عملی ہمارے اسی ایک عمل بد سے واضح ہے کہ ہم سودی رقم نہیں چھوڑ سکتے حالانکہ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو اسکا مطلب یہی ہے کہ ہم نے اپنی مرضی نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا مگر ہمارا عمل اس کے برعکس ہے ہم بد عملی اور حرام میں گلے گلے دھنس گئے ہیں جبتک ہم قومی سطح پر بد عملی اور حرام کی دلدل سے نہیں نکلیں گے ہمارا حال تبدیل نہیں ہو سکتا ہم جنگ زر گری، مارکیٹ اکانومی اور سود کے خونیں پنجوں میں یونہی پھنسے رہیں گے۔

سیدنا عباسؓ بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کے سگے چچا تھے جب سود کی حرمت کی آیت نازل ہوئی تو بہت پریشان ہوئے اپنی پریشانی کو حل کرنے کے لئے آپ نبی کریم ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا میں نے مکہ کی تمام بڑی تجارتی پارٹیوں سے سود لینا ہے اصل رقم بھی لینی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اب تو ایک درہم بھی اس میں سے لے لینا آپ کے لئے حلال نہیں ہے۔ سیدنا عباسؓ نے آپ کا حکم مان کر تمام حرام سرمایہ واپس لینے کا ارادہ فسخ کر دیا۔ اس کا نام ہے اسلام اور یوں ہوتا ہے مسلمان! سردار آصف کیطرح مسلمان نہیں ہوتا۔ سود چھوڑنا ہے تو یوں چھوڑیں ورنہ تسلیم کریں ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔

اسلام نے مسلمان کو جن اقدار کا پابند کیا ہے اس سے ایک خاص اثر جنم لیتا ہے اور ان اثرات سے ماحول مرتب ہوتا ہے رات دن میں اعمال اخلاق اور معاملات کے بائیس گھنٹے ہیں جو آدمی بائیس گھنٹے اعمال خبیثہ میں مبتلا رہے یا اعمال خبیثہ کے ماحول میں رہے وہ یقیناً معاشرے پر اچھے اثرات مرتب نہیں کر سکتا غلاظت کے ڈھیر سے خوشبوؤں کے ہلوں کی خواہش کرنا یا امید رکھنا نہ صرف حماقت ہے بلکہ اعلیٰ درجے کی جہالت ہے۔ حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوا اور اپنے اعمال میں کمی یا نقص کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا تم استغفار کیوں نہیں کرتے جبکہ میں ستر دفعہ استغفار کرتا ہوں!

جن لوگوں کو قوم کی بربادی اور زوال کا احساس ہے ان کو اس بات کا یقین کر لینا چاہیئے کہ جب تک سود کا حرام کھانے والے زر گر حرام نہیں چھوڑیں گے۔ آئندہ کے لئے پکی توبہ نہیں کریں گے۔ اور دل کی گہرائی سے استغفار نہیں کریں گے سماج میں کسی قسم کی تبدیلی یا تبدیلی کے اثرات ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے۔

سماج یا معاشرہ جب نت نئے اصولوں اور تجربوں کی بھینٹ چڑھتا ہے۔ تو وہ بے اصول اور بے لگام ہو جاتا ہے۔ حزب اختلاف اپنے محرومی اقتدار کے دور در بدری میں جن باتوں اور مسائل کو ایشوز بنا کر پراپیگنڈے اور سرمائے کی طاقت سے اصول بناتی عوام کو منواتی ہے وہی مسائل اقتدار میں آنے کے بعد اسکے مسائل نہیں رہتے۔۔۔ مثلاً

نواز شریف نے اپنے اقتدار میں ییلو کیب سکیم، موٹروے سکیم، علاقائی طور پر رکشا سکیم، ۵ مرلہ سکیم، زرعی قرضوں پر سود کی معافی کا اعلان، قابضین کو مالکانہ حقوق، زناء قتل و غارتگری کے حادثات میں جائے واردات پر پہنچنا، سیلاب میں غریبوں اور لٹے ہوئے لوگوں کی خدمت وغیرہ کام شروع کئے تو پیپلز پارٹی کے بعض انصاف پسند دانشوروں نے اسے سراہا اور یہ جواز پیش کیا کہ ان سکیموں سے دیہاتیوں اور شہریوں کو یکساں نفع ہو گا کیونکہ اس دور میں دیہاتوں سے شہروں کی طرف آبادی منتقل ہو رہی ہے شہروں کی آبادی میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے۔ اور یہی حل بھٹو صاحب بھی چاہتے تھے لیکن بوجہ جاگیرداروں کے تسلط کے وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ اب نواز شریف نے بھٹو والے اقدامات کر کے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسلم لیگ کی موجودہ بہت بڑی کامیابی انہی اقدامات کا نتیجہ ہے۔ ۱۹۴۶ء کے بعد مسلم لیگ نے کبھی اتنی عوامی مقبولیت حاصل نہیں کی۔

اب طرفہ تماشے کی بات ملاحظہ فرمائیے۔ کہ پیپلز پارٹی اقتدار میں آنے کے بعد انہی مسائل کو جنہیں وہ بھٹو کی تخلیق کہتے نہیں تھکتی مسلسل نظر انداز کر رہی ہے۔ اور اب اسکا اقتداری مسئلہ اقتدار بچاؤ مہم ہے اس مہم میں تمام وسائل جھونکے جا رہے ہیں۔ اور تمام اخلاقی اقدار کو مٹایا جا رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کا تازہ منشور یہ ہے کہ آٹا مہنگا کرنے سے ۷۰ فیصد لوگوں کو فائدہ ہوا اور صرف ۳۰ فیصد سر پھرے شہری شور مچا رہے ہیں اور جب ۷۰ فیصد دیہاتیوں، کسانوں، کھیت مزدوروں کو پوچھا تو وہ بھی رونے لگے کہ جناب اس سے بڑا جھوٹ کیا ہو گا کہ ہمیں نفع ہوا یا فائدہ پہنچا ہے۔ ہم غریب لوگ ایک فصل کا چھ ماہ انتظار کرتے دن رات محنت کرتے راتوں کو جاگتے ہیں۔ تب جا کے کہیں نخل امید بار آور ہوتا ہے۔ اور اب نئی حکومت نے ہم غریب کاشتکاروں کو زرعی قرضوں سے یکسر محروم کر دیا ہے۔ ایک ایکڑ زمین کاشت کرنے پر ہمارا کل خرچ ۲۵۰۰ سو روپے ہوتا ہے جبکہ ایک ایکڑ سے آمد ۳۰۰۰ روپے ہے کیا ہم نے پانچ سو روپے کے لئے چھ ماہ محنت کی اور قیامت کا انتظار کیا؟ پانچ سو روپے تو شہری مزدور ہفتہ میں کما لیتا ہے۔ بتائیے جس ۷۰ فیصد طبقے کو فائدہ پہنچانے کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے وہ فائدہ کہاں ہے ہمیں تو کہیں نظر نہیں آتا۔ جبکہ موجودہ حکومت نے مزید حسن سلوک کیا کہ کھاد کی قیمت ۴۰ فیصد بڑھا دی۔ میں سمجھتا ہوں شہری مزدور اپنی یومیہ مزدوری سے جو اجرت کماتا ہے۔ وہ ہم سے زیادہ فائدہ میں رہتا ہے۔ اور آسودہ حال ہے۔ زرعی ماحول میں فائدہ تو صرف بڑے جاگیردار کو ہوا ہے۔ جسکی ہزاروں ایکڑ زمین ہے۔ اور وہ اپنے سیاسی تعلقات اور سرمائے کے زور پر زرعی مشینری لیتا ہے اور کھاد بیج، زرعی ادویات بھی خرید لیتا ہے بلکہ اٹھوا لیتا ہے۔ اور ہم اپنا سا منہ لے کے رہ جاتے ہیں۔ فائدہ تو دس فیصد بڑے جاگیردار زمیندار کا ہوا۔ جو معاشرہ اصول کی بنیاد پر قائم ہو جہاں سیاستدان حکمران اور بیوروکریسی اصولوں پر چلتی ہو اس معاشرے میں بے اصولی جنم نہیں لیتی اور نہ ایسے لوگ اس معاشرہ میں پنپ سکتے ہیں۔ جیسے برطانیہ اور دیگر اصول پرست ممالک ہیں اور اسلام جس کے ہم سب دعویدار ہیں وہ ان تمام نظاموں سے بلند و بالا ہے۔ اسلام کا قائم کردہ معاشرہ انسانی زندگی میں مساوات اور عدل کا سبز رنگ بھر کے اس کو جنتی معاشرہ بنا دیتا ہے۔ مگر سب سے بڑا اور برا حادثہ یہ ہے کہ ہم پاکستانی صرف اور صرف اسلام کے دعویدار ہیں حالانکہ اسلام صرف عمل کا نام ہے۔

عمل عمل عمل